REGISTERED NO. A.788



منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد وضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی عـــہ سالانہ قیمت لیجائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا سو بہت کی طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہو جاتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ وہ پرچہ نمونے کا آپ کے لیے اس میں آپکے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچے پر آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپکے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو پھر بعد کے اندر تین روپیہ بھیجکر آپ مستقل خریداری کر ایک سال تک لطف اٹھا سکتے ہیں مورد الطاف و اصلاحات۔ چند پرچوں ایک مشورہ یگانہ یہ ہے کا نمونہ طلب کرنا بھی فضول ہے۔

(۵) طالبان علم اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ کچھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروائیں۔ دام و درم نہیں تو قلمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف تہذیب ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ خورد ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دل لگانے کو نیاز مند منیجر خود نہیں بھیج سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے لیکن اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ چونکہ اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے لہذا عذر قابل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانہ سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی مسلک پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع ہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہ ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ ان کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۳ نمبر ۳۴

مضامین

۱۵ ستمبر ۱۹۲۸ء

سیر دہلی

پیارے بچو۔ آپ کہتے ہوں گے کہ دہلی میں عجب جھگڑا اور فقرہ بازی ہے۔ خدا جانے کہاں ہم گستاخی کے مرتکب ہوں گے۔ سنیے حضرت سنا تھا شب فقرہ باز ہیں نہ جھگڑا۔ فقرہ بازی اور آپ سے! لیکن کیا اب رہی فکر تو اس کثرت سے کس کو نجات ملی؟ ابھی وہ تو رستے میں ہی پیچھا نہیں چھوڑتی۔ سنا ہے امیر خالی ہے نہ فقیر۔ بادشاہ خالی بادشاہ۔ آپ تو پھر سا فقرہ بازی قبول ہی کر لیجئے مگر ہم فقرہ سوچنا بھی تو اسی چڑیل کا فرض ہے۔ چلیے رخصت شد۔

ہم نے چاہا تھا کہ صندل درد سر کا ہو علاج
اس کا گھسنا اور لگانا درد سر بھی تو ہے

ہر کیف اسی فکر کے چلتے ایجاب گھنٹہ گھر سے دلی تشریف لائے۔ یہ کوئی بڑی منزل نہیں۔ روز لوگ آتے جاتے رہتے ہیں مگر چشم عبرت کے واسطے معمولی سی بات میں جدت کا سامان کھلا رہتا ہے۔ جیتا پھر ارے سینا میں جو نئی دہلی آباد ہوئی ہے اس میں عجب تماشے نظر آتے ہیں۔ جب کونسل ہوتی ہیں وائسرائے صاحب تشریف لاتے ہیں اس وقت اس مقام پر ایسی چہل پہل ہو جاتی ہے جیسے کسی [illegible] کا سا منظر جاتا ہے۔ [illegible] پھر سڑکوں پر [illegible] کیا حال ہو کسی [illegible] کی جانب شان [illegible] نظر آتا ہے۔ [illegible] کہ شب کو پھر ایک عمارت نقیب نور ہوتی ہے۔ کر کیا! جنگل کی چاندنی ہے کہیں نہیں تو مکان ہے [illegible] اندھیرا ہو جاتا ہے اجالا۔ یہاں بجلی کی روشنی کی قسمت

میں جلوہ گر تھا [illegible] بیچاری [illegible] اٹھا کر لائی ہے اور طبع کی ہمزبان ہے۔

بجلی کہتی ہے کہ خالق نے بنایا مجھ کو
جلنے ہی جلنے میں عمر بسر ہوتی ہے

فرق اتنا ہے کہ شمع دن کو نہیں جلتی رات کو شمع جلاتے ہیں سودائی ہے

بیٹھ کر اتنا کیا طول شب تنہائی نے
صبح سے شمع جلا دی ترے سودائی نے

بجلی غریب دن کو بھی جلتی رہتی ہے کہ بجھے چلتے ہیں مشعلیں معاف ہوتی ہیں۔ خیر جناب بجلی کی میز سلیقی کی قوم ہیں ایجاب بہت غور کر گئے ہیں کہ اس مقام کا نام رائے سینا کیوں ہے؟ آخر معلوم ہوا کہ پہلے یہ ایک گاؤں تھا۔ یہ مقام دہلی کا مغربی حصہ ہے تمام حملے آور اسی طرف سے دہلی پر چلتے رہے۔ رائے سے مراد ہے رائے پتھورا صاحب جو پرتھی راج ہندوستان کے آخری ہندو بادشاہ اور سینا کے معنی ہیں فوج۔ یعنی ہندو فوج کی چھاؤنی تھی۔ لیکن حضرت اب بھی آپ ایجاب کی [illegible] کی وارد دیکھنے والے ہیں۔ [illegible] رہے ہیں۔ خیر عالی شان کیسا [illegible] کوٹھیاں دیکھ کے فکر کے [illegible] نے پا لیا کہ [illegible] شاہی ٹھاٹ چلو پھر نئے شہر چلیں کہ چلتے آدمیوں کی شکل نظر آئے۔ فکر کی فرمائش پر سواری [illegible] کی طرف بہت سے روانہ ہوئے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک [illegible] خوبصورت شاداب پر جو سوار [illegible] گھوڑے کی نسل میں تھی ایک [illegible] دم کی طرف منہ [illegible] سے جیسے [illegible] پر [illegible] کیسے [illegible] کرتے چلے جاتے ہیں۔ اللہ اللہ کیا پاکیزہ نورانی وضع قطع ہے۔ چاندنی سی آنکھیں جب اس تیرہ دار چہرہ [illegible] ہیں تو معلوم ہوتا ہے [illegible] باہر نکلتے ہیں تو لوگ [illegible] بجھائے ہیں۔

کسی کے منہ سے نکلی بات
اندر دن ہے باہر رات

فرخ اطفال بازاری جلد میں ہے چالیس کی مدہ گونج رہی ہے۔ سچ ہے آؤ اور گنبد دونوں کا اجتماع چالیس سے ہوتا ہے۔ اگر چہ خدا سلامت رکھے تنی تعداد ہے کہ یہ بچے! بچوں کا استقبال تال [illegible] ہے اب یہ خدا جانے کہ کون بتاتی ہے [illegible] دل سے کہہ دیا ہے بچوں کا دادا ہے ہاں جواب کیا ساون ہے ساون۔ واہ ساون میں چھاگ کون کھیلتا اور ..... کون بنتا ہے۔ [illegible] معلوم ہوا کہ یہاں پانی کے ساتھ [illegible] بیل پیاسے [illegible] پانی دے کا منتر نہیں پڑھا جاتا۔ نہ عرب جاہلیت کی طرح [illegible] کی چال کی [illegible] بنا اور آگ لگا کے [illegible] کی طرف بھگاتے ہیں۔ [illegible] یہاں اللہ میاں کو سوانگ دکھا کے ہنسانے کا دستور ہے۔ اس [illegible] کا انعام بادل کی شکل میں ملتا ہے۔ جل جلالہ صدقے اپنے خالق کے کیسے کیسے مسخرے پیدا کیے ہیں حالانکہ برسات کا یہ حال ہے کہ آگرے میں سیل نہیں ابر رحمت [illegible] سلیقہ گورنمنٹ کی طرح آسمان [illegible] رکھا تا گرج گرجا کے [illegible] خاک میں [illegible] مغرب میں غائب ہو جاتا ہے۔

سوانگ کی زیارت سے مشرف ہو کے ہم لوگ آگے بڑھے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک [illegible] استقبال صاحب [illegible] ہیں [illegible] استقبالوں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا مگر آج تک ایسا استقبال نہیں دیکھا تھا جیسے سر پر چھتری اگی ہو چھتری لگی ہے اور دونوں ہاتھ خالی ہیں یعنی [illegible] کی طرح چھتری کی جڑ سر زمین [illegible] میں ہے [illegible] گاڑی جوتی ہے [illegible] نرالی ہے ہم بھی [illegible] کرتے ہیں ہمارے خطر کی میز سلیقی فضول خرچ اور [illegible] سڑک پر [illegible] ہے۔

اس تماشے سے فرصت ہوئی تو جامع مسجد کا طواف نصیب ہوا۔ زیارت کی نسبت [illegible] کا پہلو [illegible] حضرت سرمد کی [illegible] کا استعمال [illegible] چاندنی چوک کی طرف چلا

تعجب ہی کی سمجھ پر سرسری نگاہ ڈالی جاتی [illegible]
وقت کہہ دیا گیا تھا کہ ایک مولوی کا [illegible] نظر پڑی
خیال تھا کہ [illegible] ہوگا مگر کہاں [illegible]
کہا پھر اسمیں کیا ہے؟ میں نے سمجھایا کہ خاموش۔
حضرت مولوی پر جب [illegible] ہوا [illegible]
[illegible] کے [illegible] لگے تو حضرت [illegible] خاموش [illegible]
دیکھتے رہے [illegible] دریافت کیا کہ
کیا بات ہے۔ [illegible]
[illegible] اردو [illegible] میں آ کے [illegible]
لگے۔ [illegible] میدان جنگ میں [illegible]
قوم کی چیز ہے [illegible] مسکرا کے
بولے [illegible] خاموشی بھی بڑی خوبی ہے
مطلب یہ تھا کہ [illegible] نے [illegible]
التفات نہیں کیا اور [illegible]
کے بعد اسکا استعمال [illegible]
ہو جائے۔ تو بھی [illegible]
[illegible] اپنے مذہب سے کیا [illegible]
ہو۔ [illegible] کا ایک [illegible]
[illegible]
خدا نہ کرے [illegible]
اخباری کا مضمون کی [illegible]
ہندوستان میں صحیح ہو گئے [illegible]
[illegible] آگئی۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
کمبخت ہندوستان میں [illegible] کی
بھی کمی ہے۔
[illegible] نہیں
لیکن سرکاری [illegible]
ہندوستان کے [illegible]
[illegible]
[illegible]
بھی ہے کہ [illegible]
[illegible]
کی طرح [illegible] ۔ اب کیا دیکھیں

اور کیا لکھوں۔

سوا اس کے آپ کی [illegible]
ہے [illegible] مضمون کو قبول فرمائیے [illegible]
[illegible] کی [illegible] میں [illegible] ہے کہ
آپ ہی کے [illegible] سے [illegible] لگے ہیں
ہندوستان [illegible] کی [illegible]



[illegible] کا منتظر
[illegible]

سنتا ہوں کہ [illegible] مضمون نگاروں کے
مضمون آپ کے دفتر میں موصول ہوتے ہیں
اور آپ [illegible] انہیں [illegible]
زار دیتے ہیں [illegible] دوسرے اخباروں [illegible]
کا مضمون [illegible] شکریہ کے ساتھ قبول
کرتے اور چھاپتے ہیں۔

راقم [illegible] اردو [illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کی باتیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] قرآن حدیث
تفسیر [illegible] مسئلہ میں [illegible]
کر سکتا ہے؟ [illegible]
دنیا ہوتا اور [illegible] کے بارے
میں [illegible] کہ [illegible] میں
[illegible] کی اصلیت [illegible] بلکہ
[illegible]
کی [illegible]
[illegible] سچ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کہ تمہاری [illegible] نہیں
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] نہیں [illegible]
نہیں [illegible]

رکھا ہے میں تمھاری اسی بات سے جلتی ہوں
یہی تمھاری نادانی ہے۔ میں نہیں کہتی کہ لڑکے
جو کچھ کہا وہ بیجا ہے کہ مگر ایسی دوستی کا خدا حافظ
ہو گیا ہوگا! ایسی جو ایک ریچھ کی دوستی کا ہوا
تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ریچھ کو پال کے
پالا تھا آدمیوں کے پاس رہتے رہتے اسمیں بھی
آدمیوں کی سی خو پیدا ہو گئی ایک روز
میاں سو رہے تھے ریچھ پاس بیٹھا تھا۔ مگر ریچھ
کا داغ۔ مکھیوں کی رضا ہر جو بھی اور انہوں
نے کانوں کے سوراخ میں گھس کے کانا پھوسی
جو شروع کی تو میاں کی نیند اچاٹ ہو گئی ایک
دفعہ ہاتھ ہلایا دوسری دفعہ اپنے منہ پر آپ ہی
طمانچہ مارا تیسری دفعہ پاؤں پٹخا جو تھی دفعہ
لگنے لگے ہی چاہوں اور "ریچھ کو مکھیوں کی اس
حرکت پر آیا غصہ پاس ہی پتھر کی ایک سل
رکھی ہوئی تھی اٹھا کے سل مکھیوں پر پٹک دی۔ ایک
ایک دو تین۔ مکھیاں تو اڑ گئیں مگر میاں کا
بھیجا بھی نکل پڑا۔

تم بھی کسی ریچھ کے شاگرد ہو۔ تمھاری نیت
بری نہیں۔ اسی طرح ایران میں ایک تھے میاں
شیخ جلی مگر نیت کے نیک تھے انکو راہ میں ایک
عورت ملی جو اخلاقی اٹکھیلیاں کرتی اکڑتے کا
عالم دکھاتی برف کی سی شفاف اور سفید چادر سے
دلوں پر خالی گرائی مستانہ چال سے چکر کر گزرا تی
تمھاری شریعت کے خلاف منہ پر نقاب ڈالے
اصفہان کی جامع مسجد کے دروازے پر ٹھہری
بیچارے شیخ جلی کال کے مارے تاؤ سے کانپتے
تھے عورت نے آتے ہی منہ کا کونا منہ سے ہٹا
جھگڑا دکھا کے شیخ جی کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور
مٹھی بھر روپیہ ان کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔ شیخ جی کے
ایلی بھر میں بجلی کی سی لہر دوڑ گئی خوبصورتی پر
ملاوٹ نیا تھی پر لوٹ پوٹ ہو رہے ہاتھ جوڑ کے
عرض کی کیا حکم ہے۔ وہ آنکھوں کی گردش سے
صبح شام کا سماں دکھا مسکراہٹ سے دل پر بجلی
گرا کی روز ڈا کے بولی ہے پیارے اللہ ایک کام کرو

ذرا دو مسلمان ہو بھی نہیں سکتا اور اللہ رفیق ہے
تھوڑی سی زحمت ہو گی کہ کانوں میں انگلی دے کے
ثواب اللہ سے پاؤ گے جیل کے قاضی سے کہو
کہ یہ میری بی بی ہے تو کانا نہیں مانے والے کے
محتاج ہوں خود مسلمان تھے بلا اتفاق جوتی ہے گفتہ
کمال سے وہاں میں خوشی طلاق دیتا ہوں۔ پیارے
جو اتنی سی بات بیچ کے کر دو گے تو کیا ہے؟
اس سے دیا ہو گی" یہ کوئی خلل ہم جو تمہارے ہیں
ذات سے ہم تذکرہ مردانگی کے خلاف ہے شیخ جی نے
قاضی کے سامنے طلاق دیا۔ عورت نے بغل سے
دودھ پیتے بچے کا زندہ پارسل نکال کے حوالے کیا کہ
میاں یہ ہیں کرامات میری ہوئی اس حرامی ہوتی
کرا لی ہے یہ بچہ تمہارا کھاؤ۔ اور وہ بیٹے ہاتھ سے ہو کی
جو تم جیل کر دو اب شیخ جی کی آنکھیں کھلیں مگر
کر کے کیا جو کچھ بیگم صاحب نے دیا تھا وہیں حاصل
کیا اور کما تے ہیں پھر رہے کہ اپنی رسوائی ہو گا
تھا ہی صبح کا نسب لگا جو دودھ مہینوں شیروں
کرنے۔ شیخ جی شدہ بندہ بھرے لوکو لوگو تھپکے
جاتے اللہ اللہ شکوہ جانی کرتے ہیں وہ تالو سے
زبان نہیں لگتا تھا آخر جی میں آئی کہ اس بندۂ
خدا ہی کے حوالے کر رات میں تمہیں کالی سیج
تیرہ کے جامع مسجد کے صحن میں صاحبزادے کو رکھ
کے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ ادھر ادھر سے
لوگ دوڑ پڑے جانے جانے کا ڈاکا ہونے لگی
ہاں ہم مسافر ہو کر بچی دوڑ تمہاری بچہ مسجد میں
ڈال جاتا ہے دو چار ہی ہوگا تھے نے جنت نرم
کی گھونسے گھٹے ہی گرم کی۔ آج تھوڑے ڈاڑھی
سفید زندگی سے ناامید۔ نوبت پہنچا رسید
کہ اس مسیبت کو پیچھے دھکے پڑے۔ خدا ہونے
ہو تو بے وقت رکھتے کوئی ڈال گیا تھا اور شیخ جی
کی تقدیر کب لگا جس ہوئی تھی جو ایک سو دینار
نہ دو مانت کا ثواب جیتے ہی لوٹا ایک بھی
نہیں دو دن بھی نہیں لے تو جب کی ابتدا
نہیں اٹھائی دوں کو لانے کو ادھر دیکھتا تھا مگر
نے جوڑ سنگوا کے دس خیر خواہ لگے سرپہ دست

اور کہا سیدھے چلے جاؤ اب جو یہاں ٹھہرو تو زندگی
سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ بیچارہ چار قسمت کے پہلے
بیگنوں کا مجھ سر پہ لادا ہ ڈنڈے بھی گرم کا
کی صدا لگاتے وہاں سے بھاگے گرو بیابان راہ
اختیار کی۔ منت پوری ہ دوسرے اصفہان کا ایک
مشہور مقبرہ اس پر پہنچ کے دم لیا شام ہو چکی تھی
نزدیک ہی دو دو مقبرے پر جا رہے تھے دن
شہر کا ایک زندہ ادھر تم خود بھی یہ رہا تھا شیخ جی
بھی فاقہ سے تھے بھرا انکا مقبرے میں رکھ کے نکا
پھر انگیٹھی پھر کے نذر کیا دوڑتے دوڑ تمھیں گی
بھول گئی پیاس کے مارے زبان باہر نکل پڑی
تھوڑی دور پر ایک چشمہ تھا کنارے بیٹھے ہاتھ
منہ دھو یا پانی پیا ابھی طرح سکون نہ ہوا تھا
کی ایک سوار آیا اور گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے ایک تھیلی
کا ظرف انھیں دیا کہ پانی بھرو۔ آپ جانیے خدا
نہ کرے کہ نیک نیتی کسی کی دشمن ہو جائے چشمہ
اچھلا تھا انھوں نے جو ظرف ڈبویا تو وہ پتھر سے
ٹکرا کے عورت کی آبرو کی طرح چکنا چور ہو گیا
دن کو تو اس خدمت کے انعام میں پاسے
بھر بھاگے تھوڑی دور پر ایک تاریک بھرا
تھا اسی جا ولی مگر جیسے ہی اندر قدم رکھا پھسل
کے گرے اور بیہوش ہو گئے آنکھ کھلی تو پیرک نے
ولا ولا کی رٹ لگا لی۔ کر تھری میں دو

یکم ستمبر نہیں ۱۷ ستمبر

چونکہ حضرت مولانا سید نقی حسن صاحب قبلہ لا ایسے اس مرتبہ
اہل کرم حضرت تنظیم کے لئے مقام میں دو رہیں گے
لکھنؤ کے دفعات کے مطابق تحریک تبلیغ رفاقت یکم
ستمبر کی بجائے ۱۷ ستمبر کر دی گئی ہے اس لیے ہم چاہتے
ہیں کہ حضرت تبلیغ آئندہ کی زندگی صفات کا بندوبست
کر رہا ہو کوئی مسلمان ہو۔ یکم ستمبر سے اپنی خدمت
پر لطف اٹھائیں۔ جب کہ ہم ۱۷ ستمبر سے خیال رہے
انتظامات کے بہت صفحات باقی ہیں ستمبر ۱۷
پہنچانا چاہتے ہیں اور خاص طور پر کریں۔
سید عنایت شاہ منتظم اعلیٰ اودھ اخبار

لے انھیں بگلوں میں لپیٹ کے سر پہ باندھا تھے
میں گھی۔ کھانا تھا وہ بغل میں دبایا۔ اب آگ کی چٹخ
جو لی وہ بھی ایک بڑھیا او ٹوٹا کے تاپ رہی تھی
شیخ جی نے خیال فرمایا کہ کیسی بیہودہ ہے پھر فوراً
گئے! مگر دل دھڑکنے لگا کہ کہیں یہی بڑھیا [illegible]
کی ایک سوال اسی وجہ سے کھال کیا اتنے میں گھی
گرم ہو کے پگھلا اور بغل سے بہتا ہوا پانی سے
با نکلا۔ بڑھیا نے سمجھیں کہ شیخ نے موتا۔ جھلا کے
جو یاں پر ایک دھول جڑی دھول کے ساتھ زور
سے شرطلا یا زندوں اور سفید کی لکڑ کب جائے
سے پٹ تاب بگڑی گری نہ ری بچوں کا لڑکا
بھاگ گئی۔ شرم کے مارے وہاں ٹھہر نہ سکے گزرنے کے
سوا چارہ ہی کیا تھا پھر وہ آگے بڑھے تھے کہ ایک
قصہ۔ بکھانی دیا حاکم کے لادم کو ایک مدد گار کی
ضرورت تھی ۲ شخص مد حال کی کھانے نوکر رکھ لیا
یہ کھا شام سی دو سرے روز اپنا شکار بھی باز اور شکاری
کتا انکے سپرد کیا اور کہا کہ میں ایک دوست سے
مل کے آتا ہوں تم آگے چلو۔ یہ چلے۔ راہ میں باز
جھپی کی آواز سن کے بھڑکنے لگا پر کے دو چار
تیتر اور بٹیروں کے دس پانچ نشان ہو تو پہ
کو انھوں نے اسے چادر میں خوب کس کے لپیٹا تھے
میں ایک تھیلے کے کتوں نے ہرن کی کھال گئے شیخ نے
لاکھ لا کو دوست دوست کی جاوہ کس کی شخصے ایں
ہرن کے لگوئے انکار پے ہرن کی وحشی جنگل میں
چھڑ کے چو آنکلے آقا کے گھر چادر سے باز نکلا اور
بیگم کے حوالے کیا۔ باز بیچارہ پہلے ہی تیز بہادری
کی مرہ لی جب سے پہنچ چکا تھا۔ شیخ بیچارے اپنی
نیک نیتی پر رو دے ہرن کا دل ہوتا ہے نرم
اسے تسلی دی کہ تم گھبراؤ نہیں میں تمہیں بچاؤں گی
وہ تم پر کھاؤ میں کھانا پکانے جاتی ہوں آپ جا بیٹھے
شیخ سے اور بچوں سے گوا زلی کی عادت ہے
آتا تھا وہ ان کی گر رضا کے لگا بیچے گھر میں نیم
رکھی تھی شیخ نے ایک تنگی بھرا اور بچے کے حلق میں
ٹھونس دیا۔ لڑکے بچوں کو نیم کھلاتے ہی ہیں۔ شیخ
کا کوئی گناہ نہیں سو کا نیم کھا کے جو چپ ہوا تو
پھر سانس نہ لی۔ بچے کی ماں کھانا پکا کے وہ وہ
لائے آئی کہ لو کا پیاسا تھا ماں باپ کی خوشی
کی سفارش کرنے سے وہ پہونچا تھا وہ بھی بچی
چالاکی نیک نیت شیخ جی کے مارے بہوش لگا
آخر بیگم کا دل گھبرا اٹھے پھر وہ ساد رایشہ کے
خاوند سے کہا ایسی باتیں بنائیں کہ اسے یاد تھے
اور بچے کے قہر پر صبر کیا اور شیخ کو ایک چھری
دے کے کہا شکن کی کر دیکھو چراغ جلا کے اصطبل
میں بیٹھو خبردار سونا نہ بیل بیمار ہے اگر دیکھنا کہ
دم توڑتا ہے تو اسے حلال کر ڈالنا اور گھوڑا اصطبل
والے چار سے نہ کسی خبر لیجے۔ رہنا۔ شیخ چراغ
جلا کے بیٹھے تو نیند آگئی۔ ہوا سے چراغ گل کیا
اور گھبرا کے اٹھے جو بیٹھی تو گھوڑے کے ٹاپوں
کی آواز کان میں آئی۔ سمجھے کہ بیل دم توڑتا
ہے جھٹ چھری لے کے نیک نیتی کے ساتھ
گھوڑے کی گردن پر پھیر دی۔ گھوڑ رکے لیبہ سے پہلے
سے اللہ اکبر کی صدا آئی۔ اور صبح۔ کا منا بیچی
گھوڑے والا۔ بیل سامری گر گیا سے خوش خیال
کر کے سیدھے چل دیا تھا جب نئے کے بیل کا
سینگ شیخ جی کی آنکھوں میں سونا کھا بیچارے
شیخ جی اپنی نیک نیتی پر نادم ہو کے نوکر کیم
جا گئے۔

مرزا۔ دیکھا تم نے؟ یہ تمام نیک نیتی کا قصہ
ہیں۔ نادان دوست کی نیک نیتی بھی جان
ہوتی ہے۔ مجھے اعتراض تمہاری نیت پر نہیں تھا بلکہ
اس تجویز پر ہے کہ تمہارے نزدیک دنیا بھر کے
فقیہ عالم صرف خود غرض تھے عورتوں سے انکو
عداوت تھی اپنی مصنوعی اور مداہی غیرت کے
آگے شرع کی پروا نہ کرتے تھے۔ تمام رکھنے کے
قابل تمہارا یہ قول ہے سب کل کتاب میں موجود
ہے اور اسی وجہ سے ہم کسی مفسر محدث یا فقیہ کی
ان تمام باتوں کو ہرگز نہیں مانیں گے۔ تم تو کیا ہو ننگے
اور فقرا لی کر کے ہلاتے رہ خود ہی بھی اس وقت تک
طہارت وضو نماز اور حج زکوۃ غسل جنازہ تجہیز
مسائل نیابت کے معنی سے ناواقف رہے
جب تک دخل وہ نہیں لکھا نہیں لکھا تھیں
فرمایا اللہ کو سب کچھ قرآن میں موجود ہے۔
مرزا۔ تم قرآن کے الفاظ صحیح کرتے ہیں لفظی معنی
زبان دانی سمجھتے ہیں اور قرآن جاننے کا دعویٰ
کرکے ہم بہادر ہیں ہو کہ تمہیں کیا حدیث سے ہٹ کے
کوئی اہل اللہ گزرا یا نہیں اب موجود ہے جو قرآن کے معنی
مطلب سمجھا سکے؟ حضرت خلیفۂ اول سے بڑھ کے
کوئی مسلمان موجود ہے؟ جو کہا کرتے تھے مقصد علم
ہوا وہ قصہ ل ہو کی القرآن وہ خدا کی پناہ قرآن کے
مطالب میں اپنی رائے سے کہوں؟ کیا لغت کی
سے قرآن کی مشکلات حل ہو سکتی ہیں؟ اچھا جب
بھی کبھی تم نے قرآن میں یہ آیت دیکھی للذکر
مثل حظ الانثیین۔ نہ کہیں ورد کے بھروسہ قرآن
کا حصہ مقرر ہے جو لیتی ورد کو میراث میں دوہرا حصہ
ملتا ہے اور عورت کو اکہرا اهل اللہ کی فال کو
تم نے روز برو کے پڑھا اور اپنی جگہ یہ سمجھ بیٹھے
کہ حدیث صحیح ہے نہ حدیث تفسیر فاسئلوا اهل
الذکر ان کنتم لا تعلمون چھوڑ کر نئی ہو روا لے
اس سے نامعلوم بات پوچھوں۔ اے شاباش مرزا
صد رحمت واہ واہ کیا کہنا۔ ایک حضرت کی حکایت
یاد آگئی سن لو۔ کام آئے گی۔ ایک صاحب تھے
عقل سے خالی انھوں نے محفل میں وہ حرکت کی
جس سے لوگ ناک بند کر لیتے ہیں مگر آواز بھی
زور کی نکلی شرمندہ نہیں ہوئے حضرت سمجھے کہ
شاید سب سے کوئی لطیفہ صادر ہوا خوش ہو کے
خود ہی لگے قہقہے لگانے اور کہنے دیکھا کیسا لطیفہ
کیا! سید حکیم قاآنی نے یہ قطعہ نظم کیا ہے

آنکہ تیز از لطیفہ گشتا سد — چو خبر از اصل [illegible]
تیز بر سخن [illegible] — چو کند [illegible]

میری جان مرزا! قصہ صاف ہے کہ کام کی قابل
نہیں کہ مصطفیٰ اشراف اپنے لطیفوں میں اڑا دیا جائے
اصل بات کہ اور [illegible] ہیں جبر کے نبی کی
ذات ہے قرآن جاوداں انھیں پر تمام دنیا اول
کا ذکر اور علم تمام ہوتا ہے قریب [illegible]
جا نکا ہی [illegible] ایک حکم جا پہنچا ہے [illegible] ہیں



سین ۱۹۲۹ء

ہمیں کیا سکھاتے ہو؟ ہم سیکھے سکھائے ہیں لو یہ پکڑو - یہ تمہارے خیالات کا تعویذ ہے گلے میں لٹکا لو - اس دوسرا جزو قابل غور ہے - دیدہ خواہد شد۔

جو صاحب نہاری - عطار - یا عطر والوں کے دس صحیح پتے حافظ ستیا محمد رفیع صحبتیا اودھ پنچ لکھنؤ کو دیں گے انکو ... مفت روانہ ہوگا -

انہیں وہ گمانی تمہاری خلافت کے خلاف ہے انشاءاللہ تمہیں بی اے کیا ہے تم لکھتے ہو۔

آزادی ہے جبر طبیعت کی تسلیم
علیگڑھ میں ہوئی ہے جو دہ سب سے بہتر
کبھی اب دیوبند اور فرنگی محل کو جاتا کام ہے
اس سے تقرب حاصل ہو اور ہم کو پھر فرق نہ
مسجد و مدرسہ جو سب چار سے مقدم ہیں
اور وہ اصل ذات کا ہے علیگڑھ ہے؟

مگر یہ بات بھی تمہارے کہنے کی نہیں ہے جب تک علیگڑھ سے وہ سب انشاء ہوئی اور پھر عالموں کی تیوریاں چڑھ گئیں انہیں یہی کہنا تھا کہ خدا دیکھا کی گئی علیگڑھ کے زندوں سے بچائے۔ تمہارے اس دعوے کو سن کے مجھ کو بھی یہ خیال ہوتا ہے کہ جب حدیث تفسیر فقہ کی حقیقت تمہارے نزدیک کچھ نہیں تو بس ہوا قصہ سے انکار یا اخالی اور اصل قصوں کو سیر بنانے کے سوا تمہارے پاس اور کیا ہے؟ انکار میں کچھ شک نہیں ہو تا ہی کو تم اہل الذکر کہتے ہو بھلا فائق نیز وہ کی عالموں کے آگے کوئی ہستی نہیں۔ ہمارے ان اہل الذکر پر مجھے ایک وہ حکایت یاد آ گئی۔

ایک صاحب دوستوں کے مجمع میں سوئے تھے۔ تم جانو سویا اور سویا بھی ہے جو کسی کے بس کی نہیں پھر سوتے میں تابوکس کا چلتا ہے پاؤں گرا اچھوتا اور اسی کی آواز سے بیدار ہو کے آنکھ کھل گئی شرما کے اٹھے اور چلنے کا ارادہ کیا۔ دوستوں نے پوچھا کہاں چلے۔ بولے کہ اس کی خوا میں والد مرحوم کو نصیحت کرتے سنا فرماتے تھے کہ اے پسر ہرگز خیز خرطہ اور سب تبا کہ گوز دفعۃً زبان سے برآمد ہو ایک ظریف (رضا آزادی مرحوم) کہنے لگے بہ روایت تو گوئی مسن آموزان مرحوم جنہیں سوائے بہادر کہ بعد وفات وغسل وغیرہ [illegible] کاں ہم وقت یہ خطا کرد کہ بعد بادہ بگوید زروغ ہری جان! ان حکایتوں میں پوری پوری نصیحت موجود ہے۔ تمہاری دلیلوں میں کوئی زور نہیں خدا کے لیے اپنے اہل الذکر کو چھوڑ دو میں بھی ایسی

خدا کا پہلا جواب لکھنے کے بعد کچھ نہ کھو گی کیونکہ جو کوئی دان دہاڑے سورج کا انکار کرے اس کا منہ دبانا میرے امکان میں نہیں۔ (باقی آئندہ)
راقم —

بی نصیبن

آل انڈیا خود غرض کانفرنس لکھنؤ

متعلق آزادی بیگم بنام پنڈت موتی لال نہرو

نسبت

حق شعر ہے وہ مولانا ہیں وہ بی اے گذشتہ مینہ جون پنڈت جی تم نے ہم مسلمان بیگمات کی بی اے میں جو ہوا ہے لیڈر مسلمان کو کیا ہے ہونا کیا کچھ کہیں مسلم جو رہ گئی ہو وہ ووٹ کا پورا اندھیر سے خلیفہ آسیب نکلی جس طرح برسات کی فصل میں چیونٹیاں اپنے سوراخوں سے انڈے منہ میں دبا کے نکلتی ہیں مگر پنڈت جی تم نے یہ نہیں کہا کہ پردے والیوں کے ووٹ دینے کا کیا انتظام ہو۔ کیا سمجھ کر بی نصیبن کی سلامتی میں ابھی پردے کا جالا علیگڑھ کی جھاڑو سے چھٹنے میں دیر ہے۔ متفق چادر پیچھے کا رواج بھی ابھی طرح نہیں ہوتے پاتا۔ ہم گھر کی چار دیواری میں بیٹھنے والیاں وقت کی قدر سے بھی ناواقف ہیں۔ ہمارے مردوں کے ووٹ بھی اٹھاتے تھے نہیں جیسے کہ جیب تنہا ووٹ دینے کے لیے گھر سے نکلنے دیں۔ مرد وادے بہلا سید والا صاحب کا موٹر دوڑ کے انتظار میں کھڑا ہوا بڑی بڑی آواز سے گل رہا ہو گا اور ہم سنگار دان سامنے رکھے بال بنا تیل ڈالے کھڑی چوٹیاں باندھنے میں مشغول ہوں گے یہ لٹ باندھی وہ کھولی کبھی الٹی سیدھی ہو گئی کبھی بگڑی۔ کبھی پیکنا پہنا کبھی وہ۔ کوئی فلسفہ کوئی منطق بند دوں پر بیٹھیوں کو ترجیح دے کی وجہ ظاہر نہیں کر سکتی۔ پھر تم نے قید لگائی ہے کہ ہر بالغ مرد ہر بالغ عورت کو ووٹ دینے کا حق ہے مگر بالغ مرد تو ہے آزاد پھرتے چھٹا ملک وہ چھڑی ہاتھ میں لے کے نکل جائے گا البتہ عورت اگر بیاہی تھیا بھی بال بچے دار ہے تو وہ بیچ بیچے

کچھ کر کے ووٹ دینے جائے گی بچہ ساتھ لے اور گھر کا بکھیڑا یا بچہ توسے نہیں بچے بھی ساتھ ہے۔ اور ان جو ووٹ دینے کے نیچے پولنگ اسٹیشن ایسا بچے نے چھپا لیا وہ جائی تو بڑی خرابی ہوگی۔ اسکے علاوہ ووٹ دینے سے کوئی ستنے نہیں ہا اصلیں تو ووٹ کو ووٹ پر مقدم رکھنگی میرے خواب کا نتیجہ کیا ؟ اور یہی خیال ہو گی کہ ممکن بی بی باخوف مگر گھر کی آدمی کو چاہیے کہ سمجھ کے بات کرے مسلمان کا پانچ سورج کو عزت برابر کا ہے کہ ہم سے جو دے سکے وہ بھی درست ہے۔ مسلمان عورتوں میں فائدہ اس کی جگہ ووٹ دے سکیں۔ بھیجے صاحب انتخاب اور اس اور سیاں کو آپ نیچا دے ہفتے کے اپنی پوشیاں بنا لیجئے سوقت تم اور پنڈت جی فرے سے بہت میں یا اچھی اچھے مٹھیں کھاتے ہوں گے اور ہم تھکیاں کھاتے ہوں گے۔

بیگم تمہارے ملک کے دم ہے۔ اصل ووٹ تو لکھا کیا اور وہ غارت کر دیا کی کرانی مت بلا کرو۔ کشف بال سرانے میں آتی وہ دیر لگا دی کہ انجانے کی بیٹیاں بگڑ گئیں مسندو اور سوار ان دا کا بھی آئی صاف منہ کی کرو بھی وہ بار بار مسند اپنی ہی بھوڑ ہو لے بیکات تم مسند کے پولنگ اسٹیشن بھیج نہ جاتی۔ نہیں ہے اصل ایک بھی ووٹ بڑھ جاتا اور اس ہو جیسے۔ آپ کے بھائی صاحب کی بیوی کیا کرتی تھیں ماشاءاللہ ہو سکا کہ اس آڑے وقت میں کام آتیں ابھی تک انھیں کچھ دینے کی برسی ملا کہ پہلے سے آتی تھیں کہ فلاں تاریخ ووٹ کی مقرر ہے ابھی شب کو پھر اطلاع دی۔ ماشاءاللہ میں تمہارے امور سے بھی ملا جھوڑ دوں گی آگے ماں جب نا وقت مرد وہاں بھی کوئی رہتا ہے جیسے ووٹ کے وقت آواز ایلے ملک الموت کو موت دی ہو ابھی نہ آئے اور بہت کر کبھی نہ بھیجا۔ کچھ نہیں تمہارے کہنے دے صدہ جب لا کھوں میں۔ ان میں سے کوئی خط کے والی نہیں ووٹ کا مرحلہ آ دن بھر کا ہے لڑائی کا پڑھنا ہوگا برسوں رہ دانتا مشکل ہو گی کہ توبہ بھلی۔

نیز ہنوات ہی ترجمی کیا جا کر دیکھا کہ کوئی [illegible]
صاحب قیص سے کھلم کھلا سیدھی تصیں کہا ہے [illegible]
کی احکام صحیح بتائے درپیش ہے [illegible] پر عمل کرو گے
تو مسلمان تمہارا ساتھ چھوڑ دیں گے [illegible] دل میں
[illegible] کے ساتھ بھائی [illegible]
[illegible] کیا میری [illegible]
کی [illegible] باتیں [illegible]

(۱) [illegible] بھائی [illegible]
کو اپنا [illegible] ووٹ [illegible]
ووٹ دے [illegible] صحیح [illegible]
جب تک [illegible] ووٹ دینے
سے [illegible]
پھر کے اس کا اطمینان کر لیں کہ [illegible] صحیح [illegible]

(۲) [illegible] سٹیشن بنائے جائیں [illegible]
[illegible] ووٹ دے سکے [illegible]
[illegible] ایک [illegible]
[illegible] سٹیشن
[illegible] موجود ہیں جو ووٹ کی
[illegible] کیا کریں۔

(۳) ایک قانون بنایا جائے کہ ووٹ [illegible]
[illegible] کے زنانے [illegible]
سے کوئی خدمت نہ لے۔　　(باقی آئندہ)

سلق آرایم

مولانا شیخ کی نوٹ بک

سازیانہ

خدا جانے لوگ کیا سمجھ کے نام رکھتے ہیں [illegible]
اس نام کا ایک اخبار لاہور سے جاری ہوا ہے اس کی [illegible]
[illegible] انقلاب وغیرہ کی ہے [illegible]
[illegible] ہندوستان [illegible]
[illegible]
[illegible] کا نام [illegible] حکومت [illegible]
[illegible] کچھ آتی ہے۔

ہندوستان کی ذلیل سنتوں میں [illegible]
[illegible] اس سے [illegible]
[illegible] کرنا [illegible]
[illegible] کا رتبہ ہے۔ اگر [illegible] کسی
اخبار کا نام ہو سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ دیگر [illegible]
نام کسی اخبار کے نہ ہوں۔ عجب نہیں اگر [illegible]
کی ضرب کسی دل جلے پر پڑ جائے تو یہ نام بھی
سننے پر نظر آ جائیں۔ بہرحال نام سے کام کی [illegible]
[illegible]

[illegible] کے [illegible] چھپائی [illegible]
[illegible] - [illegible]
[illegible] کا خون [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] صاحب [illegible] ایڈیٹر ہیں۔

اندھے کی جورو

ایک حافظ جی کی زوجہ محترمہ [illegible]
تھیں ہر وقت [illegible]
کس پر کروں سنگار خصم [illegible] اندھا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] حافظ جی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ہندوستان میں [illegible]
ہندوستان ہے جس کا اندھا [illegible]
[illegible]
[illegible] آزادی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] اسلامی [illegible] ہندوستان [illegible]
[illegible] ہیں [illegible]
[illegible] اگر خدا [illegible] ہو اکا ہے
[illegible]
[illegible]

یاسی کرچی کا ابال

کیا کیجیے حکومت [illegible]
کے ووٹ [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ایک [illegible]
گلاب لینے بازار گئے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] آرام ہو جائے گا۔

دنیٰ ہسٹ

[illegible]
[illegible] نہیں ہیں۔

غذا ـــ روحانی

معدن النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ تو دامن گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کیطرح سُرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی ادائے گلے سے جس کی ہوئی دھرپد و ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خان

بیان تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگنی اور چیزیں جو یہاں اس کتاب مین انسے نقل کیگئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر نہ ہون [illegible] کے بعد جو کہ نہایت صاف ہے جملے کتاب مین لکھ دیے گئے اسطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد خود [illegible] ایک ستون [illegible] یا مارگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ نادر بھی آپ کو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استاد و گلے سرمایہ نازش سمجھ رہے ہیں۔ قیمت پانچ روپیہ۔

محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔